وَلَا تَقُولُوا لِمَنْ يُقْتَلُ فِي سَبِيلِ اللّٰهِ اَمْوَاتٌ
بَلْ أَحْيَاءٌ وَّلٰكِنْ لَّا تَشْعُرُوْنَ (القرآن)

اَلْاَنْبِيَاءُ أَحْيَاءٌ فِي قُبُوْرِهِمْ يُصَلُّوْنَ (الحديث)

السبیل الاقوم فی حیوٰۃ سید العرب والعجم

المعروف بہ

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

سے متعلق اہلسنت والجماعت یعنی سُنّی مسلمانوں کا عقیدہ



تالیف:

حضرت مولانا عبدالکریم کلاچوی رحمۃ اللہ علیہ

مہتمم مدرسہ نجم المدارس کلاچی ڈیرہ اسماعیل خان







هذه سبيلی ادعوا الی اللہ علی بصيرة

السبیل الاقوم فی حیٰوۃ

سید العرب والعجم

(صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم)

المعروف بہ

حیاۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

سے متعلق اہلسنت والجماعت یعنی سُنّی مسلمانوں کا

عقیدہ

ازنا کارہ:۔ عبدالکریم غفرلہ ولوالدیہ مہتمم مدرسہ نجم المدارس کلاچی (ڈیرہ اسمٰعیل خان)

شائع کردہ:۔ شعبہ نشر و اشاعت مدرسہ عربیہ نجم المدارس کلاچی ڈیرہ اسمٰعیل خان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تفصیلی فہرست

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(حرفِ چند)

مولانا قاضی عبدالکریم کلاچی رحمہ اللہ

پیدائش: ۱۹۲۰ء ...... وفات: ۸/اگست ۲۰۱۵ء

مولانا قاضی عبدالکریم کلاچی آپ حضرت قاضی نجم الدین کلاچی کے صاحبزادہ تھے۔ اپنے والد گرامی اور سرگودھا کے حضرت مولانا مفتی محمد شفیع، حضرت مولانا محمد اسماعیل خوشابی اور خیر المدارس جالندھر میں حضرت مولانا خیر محمد جالندھری، حضرت مولانا محمد علی جالندھری سے پڑھا، دارالعلوم دیوبند سے دورہ حدیث شریف کیا۔ کلاچی میں نجم المدارس کے نام پر مدرسہ قائم کیا، مدرسہ کے مہتمم، شیخ الحدیث، صدر مدرس، صدر مفتی رہے۔

آپ نے "السبیل الاقوم فی حیات سید العرب والعجم" کے نام سے ایک مختصر مضمون لکھا۔ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، چکوال والوں سے اس پر تصدیق چاہی۔ آپ نے تقریظ کیا لکھی جو مضمون سے بھی بڑھ گئی۔ دونوں ہمارے مخادیم تھے، جامعہ نجم المدارس کے حضرات نے دونوں تحریروں کو ایک ساتھ شائع کر دیا۔ یہ رسالہ اب تبرکات اکابر ہے۔ اس مجموعہ میں اسے شائع کرنے کی سعادت نصیب ہو رہی ہے۔ (ناشر)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

گزارش احوال

سیدی حضرت والد ماجد مدظلہ بانی و مہتمم مدرسہ عربیہ نجم المدارس کلاچی جن کے وجود مسعود سے مدرسہ نجم المدارس اوراس سے وابستہ تمام علمی دینی اور تبلیغی پروگراموں کی بزم سجی ہوئی ہے۔دو چار سالوں سے ان کی صحت غیر تسلی بخش ہوگئی تھی اوراس میں روز بروز اضمحلال ہورہا تھا سال رواں کے ابتداء میں دو چار مہینے مسلسل صاحب فراش رہے۔اس دوران مدرسہ کے خدام جس بے چینی کے عالم میں رہے وہ خدا جانتا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے کرم فرمایا اور حضرت کے ساتھ دینی تعلق رکھنے والے دوستوں کی دعائیں اللہ تعالیٰ نے قبول فرمالیں اور حضرت صحت یاب ہوگئے۔لہ الحمد و المنۃ

نعمت صحت سے مالا مال ہونے کے بعد تدریس اور تبلیغی مشاغل میں معروف ہونے سے پہلے آپ نے شکرانہ شفاء کے طور پر حیات النبی ﷺ کے پاکیزہ اور مبارک موضوع پر (خاص کر اس لئے بھی کہ اس وقت بعض بدقسمت لوگ اس موضوع پر علماء دیوبند کی غلط نمائندگی کررہے ہیں) ایک مختصر مگر جامع رسالہ تالیف فرمایا اس رسالہ کے ابتدائیہ کے لئے حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ خلیفہ مجاز حضرت شیخ الاسلام المدنی رحمہ اللہ امیر تحریک خدام اہل سنت والجماعت پاکستان کی خدمت میں عرض کیا گیا چونکہ حضرت قاضی صاحب مدظلہ کو اپنے دوسرے محبوب موضوعات کے ساتھ اس موضوع کے ساتھ بھی خاص دلچسپی ہے اس لئے حضرت قاضی صاحب چکوال نے جو ابتدائیہ تحریر فرمایا وہ بجائے خود اس موضوع پر ایک جامع مقالہ ہے اور معاملہ نور علیٰ نور کا ہوگیا ہے۔اب گویا ان دونوں مقالات کی اشاعت کا شرف مدرسہ عربیہ نجم المدارس کلاچی کے شعبہ تبلیغ کو حاصل ہورہا ہے۔ برادر مکرم حافظ سراج الدین صاحب حقانی خلیب ڈومیلی نے رسالہ کی اشاعت میں کافی دلچسپی لی،اللہ تعالیٰ اس کو جزائے خیر دے اور دونوں قاضی صاحبان کا سایہ تادیر صحت وسلامتی کے ساتھ امت پر قائم رکھے آمین! اوراس رسالہ سے امت محمدیہ کو متمتع ہونے کی توفیق بخشے۔

قاضی عبدالحلیم حقانی مدرس و نائب مہتمم مدرسہ عربیہ نجم المدارس کلاچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ خاتم النبیین وعلیٰ خلفائہ الراشدین وآلہ واصحابہ المرضیین اجمعین!

دور حاضر کے اعتقادی فتنوں میں سے ایک فتنہ ''انکار عقیدہ حیات النبی ﷺ) کا ہے جو پاکستان میں نمودار ہوا ہے۔ منکرین حیات النبی کا عقیدہ یہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ پر چونکہ ''کل نفس ذائقۃ الموت کے تحت موت واقع ہو چکی ہے۔ اس لئے قیامت تک آنحضرت ﷺ اپنی قبر میں مردہ رہیں گے۔ (العیاذ باللہ) آپ کی روح اعلیٰ علیین میں ہے۔ جس کا کوئی تعلق آپ کے جسم مبارک سے ایسا نہیں ہے۔ جس کی وجہ سے قبر شریف میں آپ کو حیات حاصل ہو۔ اسی بناء پر ان لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نہ دور سے امتیوں کا درود شریف ملائکہ کے ذریعہ آپ تک پہنچتا ہے اور نہ آپ قبر مبارک پر درود پڑھنے والے کا صلوٰۃ وسلام خود سنتے ہیں اور منکرین حیات کا دعویٰ یہ ہے کہ ان کا یہ عقیدہ قرآن پر مبنی ہے اور حیات النبی ﷺ کے قائلین کا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔

لیکن حقیقت یہ ہے کہ منکرین حیات النبی ﷺ کا مذکورہ عقیدہ قرآن، حدیث اور اجماع امت کے خلاف ہے۔ یہ لوگ خود جہل مرکب اور ضد میں مبتلا ہیں اور توحید و قرآن کے عنوان پر ناواقف لوگوں کو عقیدہ حقہ سے ہٹانے کی مذموم کوشش کر رہے ہیں اس فتنہ کے انسداد کے لئے پاکستان میں عقیدہ حیات النبی ﷺ کے اثبات میں کئی کتابیں شائع ہو چکی ہیں اور زیر نظر کتابچہ (السبیل الاقوم) بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے۔ اس کتابچہ کے مصنف حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب فاضل دیوبند مہتمم مدرسہ نجم المدارس کلاچی ضلع ڈیرہ اسماعیل خان ہیں۔ ماشاء اللہ حضرت قاضی صاحب زید فضلہم معروف عالم دین ہیں آپ کی علمی اور دینی خدمات مسلم ہیں۔ آپ نے اس فتنہ کو شلعت سے محسوس کیا اور اتمام حجت کے لئے یہ مختصر رسالہ اس موضوع پر تحریر فرمایا ہے حضرت قاضی صاحب موصوف نے عقیدہ حیات النبی ﷺ کے اثبات میں احادیث صحیحہ بھی پیش کی ہیں لیکن زیادہ زور آپ نے اس بات پر دیا ہے کہ یہ عقیدہ امت کا اجماعی عقیدہ ہے اس لئے اس سے اختلاف کرنا اور اس کو قرآنی آیات کے خلاف سمجھنا امت کے تمام محققین اہل سنت والجماعت کے متعلق یہ تصور قائم کرنا ہے کہ صدیوں کے علمائے فی اللہ قرآن حکیم کی کتنی آیات کو نہیں سمجھ سکے اور اگر اس تصور کو بالفرض صحیح مانا جائے تو اس کا نتیجہ تو یہی نکلے گا کہ قرآن مجید کا سمجھنا بہت مشکل ہے نہ ان آیات کو مفسرین و محدثین سمجھ سکے نہ مجددین، مجتہدین۔ تو فرمایا کیا دوسرے عقائد بھی مشکوک نہیں ہو جائیں گے جو صدیوں سے محققین اہل سنت والجماعت مانتے چلے آ رہے ہیں۔ مثلاً عقیدہ ختم نبوت، عقیدہ خلافت راشدہ موعودہ اور مہاجرین وانصار وغیرہ صحابہ ﷺ کا جنتی ہونا، مرزا غلام احمد قادیانی دجال نے بھی یہ دعویٰ کیا تھا کہ صدیوں کے علماء اسلام نے قرآن مجید سے ختم نبوت اور حیات مسیح کا جو عقیدہ اجماعی طور پر ثابت کیا ہے وہ قرآن کے خلاف ہے اور شیعہ علماء بھی یہی کہتے ہیں کہ سوائے بارہ اماموں کے کوئی قرآن کو سمجھ نہیں سکتا۔ العیاذ باللہ!

اجماع شرعی حجت ہے

شرعی مسئلہ چار دلیلوں سے ثابت ہوتا ہے (۱) قرآن (۲) سنت (۳) اجماع (۴) قیاس مجتہد۔ اور

اجماع امت بھی قرآن وسنت کی طرح ایک مستقل دلیل ہے۔ چنانچہ خود رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے "ان اللہ لا یجمع امتی او قال امۃ محمد علی ضلالۃ" (مشکوۃ شریف باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ)

اللہ تعالیٰ میری امت کو گمراہی پر نہ جمع کرے گا۔ علاوہ ازیں قرآن مجید سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ مومنین امت کا راستہ حق ہے اور جو بھی ان کے راستہ کی مخالفت کرے گا۔ اس کو جہنم میں گرادیا جائے گا۔ چنانچہ حضرت قاضی عبدالکریم صاحب نے قرآنی آیت "ومن یشاقق الرسول" سے اجماع امت کا برحق ہونا ثابت کیا ہے اور عقیدہ حیات النبی ﷺ کا متفق علیہ اور اجماعی ہونا بھی ثابت کیا ہے اس کے بعد کسی حق پرست مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں ہے کہ وہ امت کے اجماعی عقیدہ کو ناجائز اور خلاف قرآن کہے یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ محققین امت کا اجماع بلا دلیل نہیں ہوتا بلکہ وہ قرآن وحدیث پر ہی مبنی ہوتا ہے۔ مثلاً حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت (بلافصل) پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا اجماع ہوگیا تھا۔ مہاجرین وانصار وغیرہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی خلافت تسلیم کرلی تھی کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی آپ کے ہاتھ پر خلافت کی بیعت کی۔ چنانچہ شیعہ کی مستند کتاب روضہ کافی وغیرہ سے ثابت ہے (گو شیعہ اس بیعت کو تقیہ پر مبنی مانتے ہیں لیکن بیعت تو ہوئی اور ہم اہل سنت تو شیر خدا حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی بیعت تقیہ کا تصور نہیں کرسکتے) بہرحال حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی بیعت پر جو اجماع ہوا ہے وہ بھی قرآن وحدیث کے دلائل پر مبنی ہے۔ خصوصاً سورۃ نور کی آیت استخلاف اور سورۃ الحج کی آیت تمکین باقتضاء النص نہ صرف حضرت صدیق کی بلکہ حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین اور حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم کی خلافت راشدہ موعودہ ثابت ہوتی ہے۔ امام قرطبی اور امام رازی وغیرہ مفسرین نے اس کی وضاحت فرمائی ہے۔ اور بندہ کی کتاب خارجی فتنہ حصہ اول اور کشف خارجیت میں بھی اس کا ثبوت موجود ہے۔

<u>قرآنی دلیل:</u> "ولا تقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات، بل احیآء ولکن لا تشعرون" (البقرۃ:۱۵۴)

(۱) اور نہ کہو جو کوئی مارا جائے اللہ کی راہ میں مردے ہیں بلکہ وہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں

(ترجمہ، شاہ عبدالقادر مفسر دہلوی)

(۲) اور مت کہو واسطے ان لوگوں کے کہ مارے جاتے ہیں بیچ راہ اللہ کے کہ مردہ ہیں بلکہ زندہ اور لیکن نہیں تم سمجھتے۔ (ترجمہ شاہ رفیع الدین صاحب محدث دہلوی)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے راہ خدا میں قتل ہونے والے یعنی شہیدوں کو مردہ کہنے سے منع فرمادیا ہے اور پھر واضح طور پر فرمایا ہے کہ وہ زندہ ہیں علاوہ ازیں (سورہ آل عمران:۱۷۰) میں فرمایا: "ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتا، بل احیآء عند ربھم یرزقون، فرحین بما اٰتھم اللہ من فضلہ" اور (اے مخاطب) جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے ان کو مردہ مت خیال کر بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے پروردگار کے مقرب ہیں۔ ان کو رزق بھی ملتا ہے وہ خوش ہیں اس چیز سے جو ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے عطا فرمائی۔ (ترجمہ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمہ اللہ)

پہلی آیت میں اللہ تعالیٰ نے شہیدوں کو مردہ کہنے سے منع فرمایا ہے اور دوسری آیت میں ان کو مردہ خیال کرنے سے بھی منع فرمادیا جس سے ثابت ہوا کہ وہ قتل تو ہوئے تھے اور ان پر موت واقع ہوئی۔ لیکن اس کے بعد ان کو اللہ تعالیٰ نے حیات عطا فرمادی ہے جب ان میں حیات ہے اور وہ زندہ ہیں تو ان کو مردہ کہنا اور سمجھنا بہرحال خلاف واقعہ اور ناجائز ہوگا۔

(۲) ایک مغالطہ اور اس کا جواب: منکرین حیات یہاں یہ جواب دیتے ہیں کہ ان کی روح زندہ ہے۔ اس لئے ان کو زندہ کہا گیا ہے۔ مگر جسم ان کے مردہ ہیں جو قبروں میں ہیں لیکن یہ ان کی غلط فہمی یا فریب دہی ہے۔ کیونکہ اس جہان کی موت کے بعد تو کسی کی روح مرتی نہیں اور کفار کی روحیں بھی زندہ رہتی ہیں پھر اس میں شہداء کی زندگی کی کیا تخصیص رہی علاوہ ازیں قابل فہم بات یہ ہے کہ "من یقتل فی سبیل اللہ" یعنی جو اللہ کی راہ میں قتل ہوتے ہیں وہ تو جسم ہی ہیں اور مقتولوں کے بارے میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے "بل احیاء" اس لئے ماننا پڑے گا کہ ان کے جسموں کو ہی اللہ تعالیٰ نے زندگی عطا فرمائی ہے۔

(۳) دوسرا مغالطہ اور اس کا جواب: منکرین حیات دوسرا مغالطہ یہ دیتے ہیں کہ سورۃ آل عمران کی آیت میں ہے "عند ربهم" (اپنے رب کے پاس) یعنی وہ عالم ارواح میں زندہ ہیں نہ کہ زمین کی قبروں میں۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ "عند ربهم" کا مطلب یہ ہے کہ ان کو اللہ کا خصوصی قرب نصیب ہو گیا ہے۔ اس لئے حضرت تھانوی رحمہ اللہ نے اس کا ترجمہ کہ لکھا ہے وہ تو زندہ ہیں۔ اپنے رب کے مقرب ہیں اور قرب خداوندی کی وجہ سے ان کے اجسام پر بھی اللہ تعالیٰ کی رحمتیں نازل ہوتی ہیں اور ان کو حیات عطا فرمادی ہے۔ نیز جو نعمت اس دنیا کے اسباب ظاہری سے بالاتر ہو کر اللہ تعالیٰ عطا فرماتے ہیں اس کو عند اللہ سے خصوصی طور پر تعبیر کیا جاتا ہے۔ مثلاً قرآن مجید میں ہے۔ "ان الذین تعبدون من دون اللہ لا یملکون لکم رزقا فابتغوا عند اللہ الرزق واعبدوہ واشکروا لہ الیہ ترجعون" (العنکبوت:۱۷)

تم خدا کو چھوڑ کر جن کو پوج رہے ہو وہ تم کو کچھ بھی رزق دینے کا اختیار نہیں رکھتے سو تم رزق خدا کے پاس تلاش کرو اور اسی کی عبادت کرو اور اسی کا شکر کرو اور تم کو اسی کے پاس لوٹ کر جانا ہے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

بے شک جن کو پوجتے ہو اللہ کے سوا۔ مالک نہیں تمہاری روزی کے، سو تم ڈھونڈو اللہ کے ہاں روزی اور اس کی بندگی کرو اور اس کا حق مانو۔ اس کی طرف پھر جاؤ گے۔ (ترجمہ حضرت شاہ رفیع الدین دہلوی رحمہ اللہ)

آیت میں عند اللہ کے الفاظ ہیں تو کیا اللہ کے ہاں رزق کا مطلب یہ ہے کہ خدا کے بندے عالم ارواح اور عالم برزخ میں بھی پہنچ کر رزق حاصل کریں۔ ہرگز نہیں یہ رزق اس دنیا میں ملے گا البتہ دینے والا وہی اللہ تعالیٰ ہے جو مسبب الاسباب ہے۔ وہ جب چاہے جہاں چاہے جتنا چاہے اپنے بندوں کو رزق عطا کر دیتا ہے۔

(۲) حضرت مریم علیہا السلام کے قصہ میں ہے کہ بند حجرے میں اللہ تعالیٰ ان کو بے موسمی پھل عطا فرما دیتا تھا۔ حضرت زکریا علیہ السلام نے جب ان پھلوں کو دیکھا تو فرمایا: "قال یامریم انیٰ لک هذا قالت هو عند اللہ، ان اللہ یرزق من یشآء بغیر حساب" (آل عمران:۳۷) بولا اے مریم کہاں سے آیا مجھ کو یہ کہنے لگی یہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔ اللہ رزق دیتا ہے جس کو چاہے بے قیاس۔ (ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر رحمہ اللہ محدث دہلوی)

(ب) جب کبھی زکریا علیہ السلام ان کے پاس عمدہ مکان میں تشریف لاتے تو ان کے پاس کچھ کھانے کی چیزیں پاتے (اور) یوں فرماتے کہ اے مریم علیہا السلام! یہ چیزیں تمہارے واسطے کہاں سے آئیں وہ کہتیں کہ اللہ تعالیٰ کے پاس سے آئیں۔ بے شک اللہ تعالیٰ جس کو چاہتے ہیں بے استحقاق رزق عطا فرماتے ہیں۔ (ترجمہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

کیا منکرین حیات یہاں بھی یہی کہیں گے کہ حضرت مریم علیہا السلام کو (من عند اللہ) اللہ کے پاس سے جو رزق ملتا تھا وہ اس زمین پر حجرہ میں نہیں ملتا تھا۔ بلکہ وہ عالم برزخ میں جا کر رزق کھاتی تھیں۔ یہ ظاہر ہے یہ رزق اللہ کے ہاں سے ہی ملتا تھا اور ان کی جسمانی غذا کے طور پر ہی یہ رزق اللہ تعالیٰ ان کو عطا فرماتے تھے تو اگر قبر میں شہیدوں کے جسموں کو ہی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت سے (عالم بالا کا) رزق نصیب فرمائیں تو اس کا انکار کیوں کر کیا جا سکتا ہے؟

اصل حقیقت

موت کے بعد قیامت تک کے جہان کو عالم برزخ اور عالم قبر کہتے ہیں اور جس جہاں میں ہم رہتے ہیں یہ عالم شہادت ہے یہاں انسان کے حالات کو ہم ان ظاہری حواس سے جانتے ہیں۔ آنکھ سے دیکھتے ہیں اور کان سے سنتے ہیں۔ وغیرہ لیکن موت کے بعد انسان کے جسم کے حالات کو ہم ان حواس سے محسوس نہیں کر سکتے خواہ وہ جسم ہمارے سامنے ہی کیوں نہ ہو۔ نص قرآنی سے یہ تو ثابت ہو گیا کہ شہید جسمانی طور پر زندہ ہیں۔ اس لئے ان کو مردہ کہنے اور سمجھنے سے منع فرما دیا۔ لیکن موت کے بعد جہاں کے بدلنے سے جسم کے احوال و آثار بدل جاتے ہیں۔ جو ان آنکھوں سے نظر نہیں آتے لیکن یہ ہماری آنکھوں کا قصور ہے۔ اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا "ولکن لاتشعرون" لیکن تم شعور اور خبر نہیں رکھتے۔ اور گو ہم ان ظاہری حواس سے شہداء کے احوال کا شعور نہیں رکھتے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم پر تو ہمارا ایمان ہے۔ اس لئے قرآن مجید میں اس صریح اعلان کے مطابق کہ وہ احیاء (زندہ) ہیں۔ ہمارا عقیدہ و ایمان یہی ہونا چاہئے کہ وہ زندہ ہیں اگر ہم ان کو از روئے جسم اب بھی مردہ کہیں یا سمجھیں تو یہ قرآن مجید کی مخالفت ہو گی۔ عالم غیب کی باتوں کو بغیر دیکھے بذریعہ وحی ہی ماننا پڑتا ہے۔ اس لئے فرمایا "یؤمنون بالغیب" کہ متقین لوگ وہ ہیں جو بن دیکھے ایمان رکھتے ہیں۔ علاوہ ازیں یہ بھی ملحوظ رہے کہ شہداء کہ یہ جسمانی حیات روح کے تعلق سے ہی حاصل ہوتی ہے اور یہ ضروری نہیں کہ قبر میں روح کا تعلق جسم کے ساتھ بالکل اسی طرح کا ہو جس طرح اس دنیا میں ہوتا ہے اس کی حقیقت وہ قادر و حکیم رب جانتا ہے۔ جس نے ان کو زندہ قرار دیا ہے۔

حیات انبیائے کرام علیہم السلام

قتل کے بعد شہداء کا زندہ ہونا (عالم برزخ کے احوال کے مطابق) تو قرآن مجید کی مذکورہ آیت سے ثابت ہے جس کو اصطلاح میں عبارت النص کہتے ہیں اور چونکہ انبیاء کرام علیہم السلام شہداء سے افضل ہیں اور اس امت کے شہیدوں کو یہ فضیلت حضور رحمۃ للعالمین، خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی محبت و اطاعت سے ہی نصیب ہوئی ہے۔ اس لئے یہ ماننا پڑے گا کہ رحمۃ للعالمین ﷺ کو اپنی قبر شریف میں روضہ مقدسہ میں ان سے بہتر جسمانی حیات حاصل ہے اس کو اصطلاح دلالۃ النص کہتے ہیں۔ جب شہیدوں کو مردہ کہنے اور سمجھنے سے منع فرمایا اور ان کو واضح طور پر زندہ قرار دیا ہے تو بطریق اولیٰ انبیائے سابقین علیہم السلام کو اور خصوصاً امام الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کو روضہ مقدسہ میں زندہ تسلیم کرنا پڑے گا اور پھر انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق تو یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ان کے اجسام مبارکہ بوسیدہ ہو جاتے ہیں۔

انبیائے کرام کے اجسام مطہرہ محفوظ ہیں

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "ان من افضل ایامکم یوم الجمعۃ فیہ خلق آدم و فیہ النفخۃ و فیہ الصعقہ

فاکثروا علی من الصلوۃ فیہ فان صلوتکم معروضۃ علیّ، قال قالوا یا رسول اللہ و کیف تعرض صلوتنا علیک وقد ارمت قال یقولون بلیت فقال ان اللہ حرم علی الارض ان تاکل اجساد الانبیاء''

بے شک تمہارے دنوں میں افضل دن جمعہ کا ہے کہ اس میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا کئے گئے اور اس میں آپ کی وفات ہوئی اور اسی میں نفخہ اولی ہوگا اور اسی میں صعقہ ہوگا۔ (یعنی دوسری دفعہ صور پھونکا جائے گا) پس تم اس دن میں مجھ پر زیادہ درود پڑھا کرو کیونکہ تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے اس پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ کس طرح آپ پر ہمارا درود پیش کیا جائے گا جب کہ آپ بوسیدہ ہو چکے ہوں گے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء علیہم السلام کے اجسام حرام کر دیئے ہیں۔ (ابوداؤد شریف ج ۱ ص ۲۸۱)

محدثین کرام نے اس حدیث کو صحیح قرار دیا ہے اور منکرین حیات بھی اسی حدیث کی بنا پر آنحضرت ﷺ کے جسد مبارک کے قبر میں محفوظ ہونے کے قائل ہیں۔ لیکن تعجب ہے کہ یہ لوگ جسد اطہر نبوی ﷺ میں حیات نہیں مانتے۔ حالانکہ یہی حدیث شریف نبی کریم ﷺ کے جسد اطہر میں حیات کی ایک مستقل دلیل ہے۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جب یہ عرض کیا تھا کہ جب آپ کا جسم مبارک بوسیدہ ہو جائے گا تو پھر ہمارا درود آپ ﷺ پر کیوں کر پیش کیا جائے گا۔ (کیونکہ ایک بے جان چیز پر درود شریف کا پیش کیا جانا ایک بے معنی بات ہے) تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس تصور کی نفی کرتے ہوئے رسول پاک ﷺ نے جواب میں یہ ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے اجسام (مبارکہ) کو کھانا حرام کر دیا ہے۔ یعنی اجسام انبیاء محفوظ رہیں گے۔ مگر پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ عرض کیا کہ گو اجسام انبیاء محفوظ رہیں گے۔ مگر جب ان میں حیات نہیں ہوگی تو پھر درود کیسے پیش کیا جائے گا۔ کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ارشاد نبوی ﷺ سے سمجھ گئے تھے کہ اجساد انبیاء محض بے جان محفوظ نہیں ہوں گے۔ بلکہ ان میں حیات بھی ہوگی۔ جس کی وجہ سے نبی کریم ﷺ پر قبر شریف میں بھی ہمارا درود شریف پیش ہوتا رہے گا۔ اور اگر اس حقیقت کو تسلیم نہ کیا جائے تو پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے استفسار اور آں حضرت ﷺ کے جواب کا کوئی مطلب ہی نہیں بنتا۔ بہر حال آیت مبارکہ ''لاتقولوا لمن یقتل فی سبیل اللہ اموات بل احیآء'' سے شہدائے اسلام کے لئے حیات جسمانی بطور عبارت النص اور انبیائے کرام علیہم السلام کی حیات جسمانی بطور دلالۃ النص ثابت ہے۔ البتہ زیر بحث حدیث اور دوسری احادیث سے اس حیات کے آثار و نتائج کی کچھ تفصیل معلوم ہو جاتی ہے۔

آیت احیاءٓ غیر اموات

اس اجماعی عقیدہ حیات النبی ﷺ (جو قرآن و حدیث سے ثابت ہے) کے خلاف منکرین حیات قرآن مجید کی جو بھی ایسی آیات پیش کرتے ہیں جن میں موت اور توفی وغیرہ کے الفاظ مذکور ہیں تو ان میں سے کوئی آیت بھی حقیقتاً اس اجماعی عقیدہ کے خلاف نہیں اور ان میں سے بعض لوگ غلط فہمی میں مبتلا ہیں اور بعض ضد و عناد میں گرفتار ہیں اور ظاہر ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے شہداء کو مردہ کہنے اور سمجھنے سے منع فرما دیا ہے (اور ان کے احیاء (زندہ) ہونے کی بذریعہ وحی خبر دے دی ہے تو پھر کوئی دوسری قرآنی آیت کیونکر اس کے خلاف ہو سکتی ہے۔ منکرین حیات ایک یہ آیت بھی پیش کیا کرتے ہیں ''والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئا و ھم یخلقون، اموات غیر احیآء و ما یشعرون ایان یبعثون'' (النحل: ۲۱)

اور جن کو پکارتے ہیں اللہ کے سوا کچھ پیدا نہیں کرتے اور آپ پیدا ہوتے ہیں مردے ہیں جن میں جی نہیں۔اور خبر نہیں رکھتے کب اٹھائے جائیں گے۔ (ترجمہ حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلوی ﷫)

(ب)اور جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود ہی مخلوق ہیں۔مردے ہیں زندہ نہیں اوران کو خبر نہیں کہ مردے کب اٹھائے جائیں گے۔ (ترجمہ حضرت تھانوی ﷫)

''اموات احیآء'' کی تفسیر میں حضرت تھانوی لکھتے ہیں۔اور وہ (معبودین مردے (بے جان) ہیں (خواہ (دواما جیسے بت یا فی الحال جیسے جو مر چکے یا فی الحال جو مریں گے مثلا فرشتے اور جن اور عیسیٰ علیہ السلام وغیرھم)زندہ (رہنے والے) نہیں (پس خالق تو کیا ہوتے اوران (معبودین) کو(اتنی بھی) خبر نہیں کہ (قیامت میں) مردے کب اٹھائے جائیں گے الخ (بیان القرآن)

توضیح مطلب: آیت مذکورہ اوراس کی تفسیر سے واضح ہوتا ہے کہ یہاں غیر اللہ کی عبادت کی نفی مقصود ہے اور پکارنے سے مراد یہاں وہی پکار ہے جس سے شرک لازم آتا ہے یعنی اللہ کے سوا دوسروں کو اس عقیدے سے پکارنا کہ وہ (مافوق الاسباب) دور ونزدیک سے ہر وقت ہر حال میں ان کی پکار سنتے ہیں اوران کی حاجت روائی کی پوری قدرت ان کو حاصل ہے اس لئے اللہ تعالٰی نے غیر اللہ کے مافوق الاسباب علم اور قدرت دونوں کی نفی کر دی ہے کہ وہ تو خود مخلوق ہیں کسی کو پیدا کرنے کی قدرت نہیں رکھتے اوران کا علم بھی محیط نہیں چنانچہ وہ یہ بھی نہیں جانتے کہ قیامت کب آئے گی (۲) اس آیت کا موت کے بعد عالم برزخ میں ایک نوع کی جسمانی حیات اور قبر پر کسی کی آواز سننے یا نہ سننے سے کوئی تعلق نہیں ہے۔مطلب صرف یہ ہے کہ انبیاء ہوں یا اولیاء وغیرہم سب مخلوق ہیں اور سب کے لئے موت مقدر ہے پھر وہ معبود کیونکر قرار دیئے جا سکتے ہیں۔

(۳)اگر اموات (غیر احیاء) کا یہ مطلب ہے کہ وہ موت کے بعد اب قیامت تک مردہ ہیں اوران میں کسی قسم کی کوئی حیات نہیں ہے تو پھر اللہ تعالٰی نے شہیدوں کے متعلق خود کہ کیوں فرمایا ہے کہ قتل ہونے کے بعد پھر وہ زندہ ہیں اور تم ان کو مردہ نہ کہو اور نہ ایسا گمان کرو۔بہر حال جن کو یہاں صراحتا بل احیاء فرمایا ہے ان کے متعلق اللہ تعالٰی سورۃ النحل میں کیونکر یہ اعلان فرماتے ہیں کہ وہ مرنے وقتل کے بعد قیامت تک مردہ ہیں اوران میں کسی قسم کی کوئی حیات نہیں ہے۔

روح کے تعلق سے جسمانی حیات کی قسمیں

(۱)ماں کے پیٹ میں بھی بچہ زندہ رہتا ہے مگر وہ اس دنیوی خوراک کا محتاج نہیں ہے اور نہ وہ وہاں تھکتا ہے۔(۲) اس دنیا میں روح کے تعلق سے انسان کی جسمانی حیات کی کیفیت اور ہوتی ہے کہ وہ دنیوی غذا کا محتاج ہے۔(۳) موت کے بعد زمین کے پیٹ (قبر) میں بھی انبیاء وشہداء کو جسمانی حیات روح کے تعلق سے حاصل ہوتی ہے مگر وہاں کی کیفیت اور ہوتی ہے۔(۴) جنت میں بھی اہل جنت کو روح کے تعلق سے جسمانی حیات حاصل ہوگی لیکن وہاں بیماری اور تھکاوٹ نہیں ہوگی اور نہ بول و براز کی حاجت ہوگی حالانکہ جنت کے پھلوں کی وہاں کثرت ہوگی مگر وہ جتنا بھی کھاتے رہیں گے نہ قبض کی شکایت ہوگی اور نہ درد کی اس سے معلوم ہوا کہ ہر حیات میں جسمانی حیات کی بھی کیفیات اور آثار جدا جدا ہوتے ہیں۔ایک کو دوسرے پر قیاس نہیں کرنا چاہئے۔''فتبارک اللہ احسن الخالقین''

حیات برزخی دنیوی حسی کا مطلب

شہداء وانبیاء کی موت کے بعد جو حیات ہے وہ ہر لحاظ سے اس دنیا کی حیات نہیں ہے۔ جو موت سے پہلے اس دنیا میں تھی۔ اس لئے وہ قبر میں دنیوی رزق کے محتاج نہیں ہیں۔ اس دنیا کی حیات میں تو انبیاء وشہداء جسمانی طور پر تھک بھی جاتے ہیں۔ لیکن عالم برزخ میں ان کے لئے تھکاوٹ اور مرض وغیرہ عوارض لاحق نہیں ہوتے۔ جیسا کہ جنت میں انہی اجسام کو تھکاوٹ وغیرہ نہیں ہوگی۔ دنیوی حیات کہنے کا مطلب یہ ہے کہ عالم برزخ کی حیات کا تعلق ان کے اسی جسم سے ہے جو دنیا میں تھا۔ نہ کہ ان کے علاوہ کسی اور جسم مثالی سے ان کی حیات کا تعلق ہے۔ اور یہ جو حدیث میں آیا ہے کہ شہداء کی روحوں کو سبز پرندوں کے جسم میں رکھ کر جنت کی سیر کرائی جاتی ہے۔ تو یہ ان کی جسمانی برزخی حیات کے خلاف نہیں ہے۔ کیونکہ روح ان کی جہاں بھی ہو اس کا ان جسم کے جسم مبارک سے تعلق رہتا ہے۔ اور حیات حسی کا مطلب ہی یہ نہیں کہ ان کی حیات برزخی جسمانی ہمارے ان حواس ظاہری سے بھی محسوس ہوتی ہے بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ انبیاء وشہداء اپنی اپنی جسمانی برزخی حیات کو خود محسوس کرتے ہیں۔ اور انبیاء کرام اور خصوصا امام الانبیاء ﷺ آپ روضہ مقدسہ پر حاضر ہونے والوں کا درود وسلام وغیرہ خود سنتے ہیں۔ اور چونکہ عند القبر سماع انبیائے کرام علیہم السلام احادیث صحیحہ سے ثابت ہے۔ اس لئے اہل سنت والجماعت کے کسی مکتبہ فکر کے علماء نے اس کا انکار نہیں جیسا کی قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی ﷫ قدس سرہ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ''انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں۔'' (فتاوی رشیدیہ)

اور دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث (غیر مقلدین) اور سعودی یعنی نجدی علماء سب کا یہی عقیدہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر مبارک کے پاس درود وسلام وغیرہ سنتے ہیں۔

توضیح عقیدہ حیات النبی ﷺ

حضرت مولانا قاضی عبدالکریم صاحب زید فضلہم نے اس رسالے میں اصل مسئلہ حیات النبی ﷺ کو مختصرا ثابت کر دیا ہے جس کا کوئی اہل حق انکار نہیں کر سکتا۔ چونکہ منکرین حیات کا عام طور پر یہی پراپیگنڈہ ہے کہ یہ عقیدہ حیات کے خلاف ہے اور وہ آیات موت پڑھ پڑھ کر ناواقف سنی مسلمانوں کو مرعوب کرتے رہتے ہیں۔ اس لئے بندہ نے حضرت قاضی صاحب موصوف کے پیش کردہ مسلک حق کو توضیح وتفہیم کے لئے بعض آیات واحادیث کی تشریح کر کے منکرین حیات کے مغالطے کا ازالہ کر دیا ہے۔ (وما توفیقی الا باللہ العلی العظیم)

اس مسئلہ کی تفصیلات کے لئے جن کتابوں کا مطالعہ مفید ہے ان کی حضرت قاضی صاحب نے نشاندہی کر دی ہے ان کے علاوہ حضرت مولانا علامہ سرفراز خان صاحب زید شرفہم شیخ الحدیث مدرسہ نصرت العلوم گوجرانوالہ کی تصنیف لطیف ''تسکین الصدور'' کا مطالعہ بھی علماء حضرات اور تعلیم یافتہ طبقہ کے لئے بہت مفید ہے۔ اس کتاب میں حضرت مولانا موصوف نے اہل حق کے دلائل وشواہد تفصیلا بیان کر دیئے ہیں اور منکرین کے شبہات واوہام کا بھی علمی اور تحقیقی انداز میں اچھی طرح ازالہ کر دیا ہے۔ (واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم) خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہ

خطیب مدنی جامع مسجد چکوال وامیر تحریک خدام اہل سنت پاکستان

۴ ربیع الثانی ۱۴۰۶ھ ۱۷ دسمبر ۱۹۸۵ء

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

"الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم مالک یوم الدین فعال لما یرید والصلوۃ والسلام علیٰ سیدنا محمد خاتم النبیین الذی ھو حی فی قبرہ یسمع[۱] من امتہ صلوۃ من صلی علیہ وسلم من قریب وتبلغہ الملائکۃ السیاحون صلوۃ من صلی علیہ وسلم من بعید فیرد[۲] علیہ السلام بنفسہ الکریمۃ ویصلی اللہ علیہ عشر امثالھم من مزید

نفسی الفداء لقبر انت ساکنہ فیہ العفاف وفیہ الجود والکرم

وعلیٰ آلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ افضل صلوۃ واکمل سلام علیٰ زعم من انکرۃ من عنید ومریدربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب لمن تشاء وترید لا منع لما اعطیت ولا معطی لم منعت وانک حمید مجید۔ اما بعد!

گزارش یہ ہے کہ ان سطور میں مختصر طور پر حیات النبی ﷺ سے متعلق اہل سنت والجماعت کا عقیدہ بیان کرنا مقصود ہے تاکہ جو لوگ اہل سنت والجماعت (سنی مسلمان) رہنا چاہیں انہیں اہل سنت والجماعت (سنی مسلمانوں) کا اس مسئلہ میں عقیدہ مختصرا واضح طور پر معلوم ہوجاوے اور وہ اہل فتنہ کی غوغا آرائی سے متاثر نہ ہوں جو حضرات اس مسئلہ کی مکمل بحث کا شوق رکھتے ہیں۔ وہ اگر علماء حضرات ہیں تو انہیں انباء الاذکیا، شفاء الاسقام، رزقانی، المواہب اللدنیہ، آب حیات از حجۃ الاسلام مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ اور الروح از حضرت مولانا مفتی احمد سعید صاحب سرگودھا نیز مقام حیات از علامہ خالد محمود صاحب کا مطالعہ فرمائیں۔ حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب کے رسالہ رحمت کائنات، حیات النبی از برکۃ العصر قطب زمان شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب اور رسالہ عقائد علماء دیوبند سے تعلیم یافتہ حضرات اچھا استفادہ کرسکتے ہیں۔

ضد، پارٹی بازی، اور دین سے لاپرواہی رکھنے والوں کا نہ کوئی علاج ہے نہ ہی ان سے ہمیں کوئی سروکار

بز بپائے خویش ومیش بہ پائے خویش

عقیدہ کا معاملہ بڑا اہم ہے عقیدہ خراب ہو تو اعمال بے فائدہ اور بیکار رہتے ہیں" قال تعالیٰ وقدمنا الی ما عملوا من عمل فجعلناہ ھباء منثورا" (الفرقان: ۲۳) اور ہم اس روز ان کے یعنی کفار کے اپنے کاموں کی طرف جو کہ وہ (دنیا میں) کرچکے متوجہ ہوں گے سو ان کو ایسا بیکار کردیں گے جیسے پریشان غبار۔ (ترجمہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ) مطلب یہ ہے کہ کفار ہوں یا غیر کفار جو لوگ اپنے زعم میں کوئی نیک کام کرتے ہیں حالانکہ وہ دراصل خلاف شریعت ہوتا ہے تو قیامت کے دن کے اعمال ضائع ہوجائیں گے۔

---

[۱] کمافی الحدیث الصحیح من صلی علی عند قبری سمعتہ ومن صلی علی نائیا ابلغتہ"

(اخرجہ ابو الشیخ فی کتاب الثواب بسند جید کما فی فتح الباری جزء ۱۳ ص ۲۷۹)

[۲] کمافی الحدیث مامن احد یسلم علی الا رد اللہ علی روحی حتی ارد علیہ السلام

(ابوداؤد ج ۱ ص ۲۷۱ قال الحافظ ابن الحجر رواۃ ثقات فتح الباری جزء ۱۳ ص ۲۷۹، عقیدۃ الاسلام ص ۵۲)

حیات النبی ﷺ کے متعلق سنی مسلمانوں کا عقیدہ

عقیدہ:(۱) آنحضرت ﷺ کا وصال[1] ہو چکا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کو غسل دیا، کفن دیا اور حجرہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا میں مرقد پاک کے سپرد کر دیا۔

دلیل: دلیل اس کی اجماع امت ہے قرآن پاک میں ایسی نہ کوئی آیت ہے اور نہ ہو سکتی ہے جس کا مطلب یہ ہو کہ آنحضرت ﷺ کا وصال ہو چکا ہے اور نہ تمام ذخیرہ حدیث میں حضور پاک ﷺ کا ایسا کوئی ارشاد ہے اور نہ ہو سکتا ہے کہ میں وفات پا چکا ہوں بلکہ اس کی دلیل اجماع امت ہے جس کا منشاء صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ ارشاد ہے۔ "ان محمداقدمات" ترجمہ، بے شک حضور اکرم ﷺ کا وصال ہو چکا ہے۔

عقیدہ:(۲) جسد اطہر مرقد مطہر میں "الآن کما کان" جیسا تھا اسی طرح محفوظ ہے اس میں ذرہ بھر تغیر نہ آیا ہے اور نہ آسکتا ہے اس کی دلیل بھی اجماع امت ہے اور منشاء اس کا حضور اکرم ﷺ کا یہ ارشاد ہے "ان اللہ حرم علی الارض اجساد الانبیاء" اللہ تعالیٰ نے زمین پر اجساد انبیاء علیہم السلام کو حرام کر دیا ہے (تنقیح الرواۃ ج ۱ ص ۳۱۴) میں ہے کہ حدیث صحیح ہے اور ابن حزم ظاہری کا طعن مردود ہے۔ (حاشیہ مقام حیات ص ۸۴، نسیم الریاض شرح شفاء قاضی عیاض رحمہ اللہ کے ج ۱ ص ۳۹۰، ۳۹۱) میں ہے جس کا ترجمہ یہ ہے کہ سلف یعنی علماء متقدمین نے اس شخص کے کفر میں اختلاف کیا ہے جو یہ کہے کہ آنحضرت ﷺ کے جسم مبارک میں وصال کے بعد تغیر آ گیا تھا اور وکیع نامی شخص نے جب ایسی روایت بیان کی تو اسے حاکم مکہ مکرمہ کے سامنے پیش کیا گیا اس نے اس کے قتل کا حکم دیا اور فرمایا کہ اسے حرم پاک کے باہر سولی پر لٹکا دو تا کہ لوگ عبرت پکڑیں۔ سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ نے اس کی سفارش کی کہ اسے قتل نہ کیا جائے (کیونکہ اس کا خیال تھا کہ یہ شخص توہین کے طور پر یہ بات نہیں کر رہا بلکہ کوئی تاویل کر رہا ہے) حاکم مکہ نے اس کی سفارش کو قبول کرتے ہوئے اسے چھوڑ دیا لیکن پھر بھی وہ یعنی حاکم مکہ پشیمان ہوا (کہ یہ تو غلط راستہ کھل گیا بد دین لوگ حضور ﷺ کے متعلق توہین آمیز باتیں کرتے رہیں گے اور تاویلیں کر کے جان چھڑاتے رہیں گے) اسے معلوم ہوا کہ یہ شخص مدینہ منورہ زادھا اللہ عزا وشرفا جا رہا ہے تو اس نے یعنی حاکم مکہ مکرمہ نے وہاں کے لوگوں (حکام) کو لکھا کہ جب یہ شخص وکیع تمہارے پاس پہنچے تو اسے سنگسار کر کے قتل کر دو۔ وہ لکھتے ہیں کہ یہ فتویٰ اس زمانہ کے مفتی عبدالمجید بن ابی رواد رحمہ اللہ نے دیا تھا کہ اسے قتل کر دیا جائے سفیان بن عیینہ رحمہ اللہ کو معلوم ہوا تو انہوں نے پھر فرمایا اسے قتل کرنا حاکم پر واجب نہیں تھا گویا جواز قتل میں ان کا بھی اتفاق تھا۔ اختلاف تھا تو وجوب قتل میں تھا۔ (بوادر النوادر ص ۴۵۱ حکیم الامت مولانا محمد اشرف علی رحمہ اللہ صاحب) میں بھی اس واقعہ کو نقل فرمایا گیا ہے۔

چونکہ مخالفین کو بھی حضور پرنور ﷺ کے وصال اور جسد اطہر کے محفوظ رہنے میں زیادہ اختلاف نہیں اس لئے ان دو عقیدوں کے متعلق ناقلین اجماع کے حوالہ جات پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔

عقیدہ:(۳): اہلسنت والجماعت یعنی سنی مسلمان جس طرح یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ کا

---

[1] جب اس میں نزاع ہی نہیں تو اس پر بار بار دلائل پیش کرنے کا مطلب عوام کو مرعوب کرنے کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔

وصال ہو چکا ہے اور جس طرح وہ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آپ کا جسد اطہر ہر قسم کے تغیر سے مامون و محفوظ ہے اسی طرح اہل سنت والجماعت کا یہ بھی اجماعی اور پکا عقیدہ ہے کہ آپ ﷺ کے جسد اطہر کے ساتھ آپ ﷺ کی روح پاک کا ایسا اور اتنا مضبوط تعلق ہے کہ جو شخص روضہ پاک پر حاضر ہو کر صلوٰۃ وسلام عرض کرتا ہے تو آپ ﷺ خود سنتے ہیں اور جو دور سے صلوٰۃ وسلام بھیجتا ہے تو اسے فرشتے آپ کے پاس پہنچا دیتے ہیں دونوں صورتوں میں آپ ﷺ سن کر جواب مرحمت فرماتے ہیں۔

دلیل: دلیل اس عقیدہ کی بھی اجماع امت ہے جس کا منشاء آنحضرت ﷺ کی یہ دو حدیثیں ہیں۔

پہلی حدیث: (ابوداؤد شریف ج ا ص ۲۷۹) میں ہے کہ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں جو مسلمان بھی مجھ پر سلام بھیجتا ہے اللہ تعالیٰ میری روح کو میرے اوپر لوٹا دیتے ہیں (مجھے متوجہ فرما دیتے ہیں) اور میں اس کے سلام جواب دیتا ہوں۔ (فتح الباری جزء ۱۳ ص ۲۷۹) شرح بخاری شریف میں ہے رواتہ ثقات اس روایت کے راوی ثقہ قابل اعتماد ہیں۔

اسی طرح (عقیدۃ الاسلام ص ۵۲) میں علامۃ العصر مولانا سید محمد انور شاہ کشمیری ؒ نے بھی اس حدیث کی سند کو جید (کھری) فرمایا ہے۔

دوسری حدیث: آنحضرت ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری قبر کے پاس سلام پڑھتا ہے میں اسے سنتا ہوں اور جو دور سے پڑھتا ہے وہ پہنچایا جاتا ہے۔ (یعنی فرشتے پہنچاتے ہیں) (فتح الباری جزء ۱۳ ص ۲۷۹) میں ہے کہ ابو شیخ نے اس روایت کو جید (کھری) سند کے ساتھ بیان کیا ہے۔

ابن تیمیہ ؒ جیسے متبحر متصلب بلکہ متشدد عالم نے بھی اس روایت کی تصدیق کی ہے۔ کہتے ہیں کہ حضور پاک ﷺ نے یہ خبر دی ہے کہ آپ ﷺ سنتے ہیں قریب سے سلام کرنے والے کا سلام اور آپ کو پہنچایا جاتا ہے دور سے سلام کرنے والے کا سلام۔ (مقام حیات ص ۷۷ بحوالہ رسائل ابن تیمیہ فی مناسک الحج)

بہر حال ان دو صحیح حدیثوں کی بناء پر اہل سنت والجماعت کے آئمہ کرام نے اس پر اتفاق اور اجماع کر لیا ہے کہ جو شخص روضہ پاک پر سلام عرض کرتا ہے حضور اکرم ﷺ خود سن کر جواب مرحمت فرماتے ہیں اور جو دور سے بھیجتا ہے وہ فرشتے پہنچا دیتے ہیں اور آپ ﷺ جواب عطا فرماتے ہیں۔

فیا حسن نبی مشفق ورحمۃ مھداۃ

ناقلین اجماع

ذیل میں اس عقیدہ پر اجماع نقل کرنے والوں کے چند اسماء گرامی بالترتیب ذکر کیے جاتے ہیں۔

۱...... محدث زمان حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غور غشتوی ؒ فرماتے ہیں اگر قبر کے پاس کوئی مسلمان درود شریف یا جہرا سلام ڈالے تو حضور اکرم ﷺ خود سنتے ہیں اور سلام کا جواب دیتے ہیں۔ تو اہل سنت والجماعت کا متفقہ اور حق مسئلہ ہے۔ یہ آخری جملہ مقصود ہے کہ آپ نے اس پر اہل سنت والجماعت کا اجماع نقل فرمایا ہے۔

۲...... قطب الزمان حضرت مولانا احمد علی لاہوری شیخ التفسیر ؒ فرماتے ہیں انبیاء علیہم السلام کا اپنی قبروں میں زندہ ہونا اہل سنت والجماعت کا متفقہ اور اجماعی عقیدہ ہے حضرت لاہوری نے بھی اجماع سے دلیل پکڑی ہے۔

۳...... فقیہ العصر اور محدث کبیر حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ رشیدیہ میں لکھتے ہیں۔ ''انبیاء علیہم السلام کے سماع میں کسی کو خلاف نہیں۔'' (مراد اہل سنت والجماعت ہیں ورنہ فرقہ کرامیہ اور معتزلہ جو اہل سنت (سنی مسلمانوں) میں شمار نہیں وہ تو خلاف کرتے ہیں) مزار مبارک کے پاس استشفاع (طلب شفاعت) کر سکتے ہیں۔ کیونکہ بالاتفاق سنتے ہیں۔ دیکھئے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس پر اجماع فرمادیا ہے کہ کسی کو خلاف نہیں اور بالاتفاق سنتے ہیں۔ (مقام حیات از علامہ خالد محمود کے آخر میں یہ تینوں حوالے موجود ہیں)

۴ ..... نواب قطب الدین خان دہلوی نے (مظاہر حق ج ا ص ۴۷۳ مطبع نولکشور) میں لکھا ہے ''زندہ ہیں انبیاء علیہم السلام قبروں میں یہ مسئلہ متفق علیہ ہے کسی کو اس میں خلاف نہیں کہ حیات ان کو وہاں حقیقی جسمانی دنیا کی سی ہے۔

۵...... شیخ عبدالحق محدث دہلوی حنفی رحمۃ اللہ علیہ شرح مشکوٰۃ بزبان فارسی میں فرماتے ہیں۔ ''حیات انبیاء علیہم السلام متفق علیہ است ہیچ کس را دروی اختلاف نیست'' حیات جسمانی دنیوی حقیقی نہ حیات معنوی روحانی دیکھا آپ نے حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس عقیدہ پر اجماع کو دلیل ٹھہرایا ہے۔

۶...... علامہ بدرالدین عینی حنفی شارح بخاری شریف تحریر فرماتے ہیں اہلسنت والجماعت کا مذہب یہی ہے کہ قبر میں حیات بھی ہے اور موت بھی (یعنی منکر ونکیر کے جواب کے لئے حیات پھر موت) تو ہر شخص کو دو موت چکھنے پڑیں گے مگر انبیاء علیہم السلام (یعنی ان کو قبر میں حیات کے بعد دوسری موت نہیں آئے گی)

۷...... چنانچہ علامہ عابد سندھی رحمۃ اللہ علیہ (رسالہ مدینہ ص ۴۱) میں فرماتے ہیں انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی حیات میں کوئی شک نہیں اور اس میں علماء میں سے کسی کا اختلاف نہیں پس آپ ﷺ حیات (زندہ) ہیں ہمیشہ کے لئے۔ (مقام حیات ص ۲۱۵)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان کہ واللہ اللہ تعالیٰ آپ کو دو موتیں نہیں چکھائے گا کے یہی معنی ہیں کہ یہ موت تو آ گئی لیکن قبر میں حیات کے بعد آپ پر دوسری موت نہیں آئے گی تو جیسا کہ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ارشاد ''قد مات'' پر صحابہ کا اجماع ہو گیا تھا۔ ''لن یذیقک اللہ موتتین'' پر بھی صحابہ رضی اللہ عنہم کا اجماع ثابت ہو گیا۔

بہرحال علامہ سندھی نے بھی اس عقیدہ پر اجماع کو نقل فرمایا ہے کہ مسئلہ حیات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام میں علماء (یعنی اہلسنت والجماعت) میں سے کسی کو اختلاف نہیں۔

۸...... علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ جو علامہ ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ شارح بخاری کے تلمیذ خاص ہیں (القول البدیع ص ۱۲۵) میں فرماتے ہیں ہمارا ایمان ہے اور ہم اس کی تصدیق کرتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ قبر شریف میں زندہ ہیں اور آپ کے جسد مبارک کو زمین نہیں کھا سکتی اور اس پر اجماع ہے۔ دیکھا آپ نے علامہ سخاوی نے بھی اس عقیدہ پر اجماع کو نقل فرمایا ہے۔ (مقام حیات ص ۲۱۴)

ضروری وضاحت

یہ واضح رہے کہ کسی روایت کے مضمون پر اجماع ہو جانے کے بعد اس روایت کو جانچنے اور کھنگالنے کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی کیونکہ اس کے مضمون پر اجماع کا ہو جانا خود اس کی دلیل ہے کہ اس کا مضمون واجب التسلیم والتعمیل ہے چاہے ان سلف کے نزدیک خود وہ روایت صحیح ہے اور چاہے اس لئے کہ اس کے شواہد اور مؤیدات ان کو مل چکے ہیں اور

چاہے اس لئے کہ ان کے نزدیک اس پر مضمون کی صحت پر دوسرے قرائن قطعیہ موجود تھے اور چاہے اس لئے کہ انہوں نے کسی اور روایت یا اشارات قرآنیہ کی وجہ سے اس مضمون کو صحیح سمجھا اور صرف کسی ایک نے نہیں بلکہ سب نے۔ جو صورت بھی ہو جب انہوں نے اس پر اجماع کر لیا ہے تو وہ مضمون صحیح ہو گیا۔ فرض کریں وہ روایت جو کسی راوی کی وجہ سے آپ کے زعم اور خیال میں کمزور اور ضعیف ہے تو بھی اصل مقصد میں کوئی فرق نہیں پڑتا کیونکہ اجماع بجائے خود دلائل شرعیہ میں سے ایک مستقل دلیل ہے جس سے حکم شرعی ثابت ہو سکتا ہے جس طرح کہ اگر کوئی حکم قرآن مجید میں مذکور نہ ہو لیکن صحیح احادیث سے وہ ثابت ہو چکا ہو تو اس کا ماننا ہر مسلمان پر فرض ہوگا۔ مثلاً تعداد رکعات یا مقادیر زکوۃ کہ قرآن مجید میں بالکل ان کا ذکر نہیں ہے لیکن جب صحیح احادیث سے یہ چیزیں ثابت ہو چکی ہیں تو اب ان کا ان کا ماننا ضروری ہو گیا اور کوئی منکر حدیث ہی یہ کہہ سکتا ہے کہ میں یہ اس لئے نہیں مانتا کہ یہ قرآن پاک میں مذکور نہیں ہے ظاہر ہے کہ ایسا شخص نہ صرف اہل سنت والجماعت بلکہ دائرہ اسلام سے بھی خارج ہوگا کیونکہ آیت قرآنیہ "ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا" ترجمہ: جس چیز کا رسول حکم دے اس کو مانو اور جس چیز سے روک دیں اس سے رک جاؤ۔ اور اس قسم کی دوسری آیات نے آنحضرت ﷺ کے ہر حکم کا ماننا فرض قرار دے دیا ہے اسی طرح جب اس پر اتفاق ہے کہ اجماع دلائل شرعیہ میں سے ایک دلیل ہے جس کی تفصیل اصول فقہ کی کتابوں میں ہر چھوٹے بڑے عالم کو معلوم ہے تو اگر بفرض محال یہ روایتیں ضعیف بھی ہوں یا فرض کریں کہ اس سلسلہ میں نہ کوئی آیت ہے اور نہ کوئی حدیث صحیح تو بھی جب اجماع امت مستقل دلیل ہے تو اب اجماع کے نقل کر دینے کے بعد مزید کسی دلیل کی ضرورت ہی کیا باقی رہ جاتی ہے۔ کیا اجماع امت شرعی دلیل نہیں ہے اگر ہے تو پھر اجماع کے ہوتے ہوئے کسی حدیث کا مطالبہ کرنا ایسا ہی ہے جیسا کہ حدیث صحیح کے ہوتے ہوئے کسی آیت قرآنیہ کو پیش کرنے کا مطالبہ کرنا اور جیسا کہ وہ مہمل اور متضمن انکار حدیث کو ہے ایسا ہی اجماع کے ہوتے ہوئے کسی حدیث یا آیت کا مطالبہ کرنا مہمل اور انکار اجماع کو مستلزم ہے اور منکر اجماع کے متعلق حکم خداوندی ہے کہ "ومن یشاقق الرسول من بعد ما تبین لہ الھدی ویتبع غیر سبیل المومنین" (اور جو شخص رسول ﷺ کی مخالفت کرے گا بعد اس کے کہ اس کو امر حق ظاہر ہو چکا تھا اور مسلمانوں کا رستہ چھوڑ کر دوسرے رستے ہو لیا تو ہم اس کو جو کچھ وہ کرتا ہے کرنے دیں گے اور اس کو جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے جانے کی) (ترجمہ حضرت تھانوی رحمہ اللہ)

ہم اسے جہاں پھرنا چاہتا ہے پھیر دیں گے اور دوزخ میں داخل کر دیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانہ ہے۔

(النساء:۱۱۵)

ایک وہم

کچھ لوگوں کے دلوں میں یہ شبہ ڈال دیا جاتا ہے کہ حیات النبی ﷺ کا عقیدہ اور حضور اکرم ﷺ کا وصال کے بعد سننا اور جواب دینا "اموات غیر احیاء" یا اس قسم کی دوسری آیات کریمہ کے خلاف ہے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس کا مطلب تو یہ ہوا کہ امت کا اجماع قرآن پاک کے خلاف ہو گیا حالانکہ حضور پاک ﷺ کا ارشاد ہے کہ میری امت ہرگز گمراہی پر اتفاق نہیں کرے گی۔ یہ بھی فرمایا کہ ہر دور میں حق کہنے والے باقی رہیں گے۔ حضور ﷺ تو فرمائیں کہ گمراہی پر اجماع نہ ہو سکے گا اور آپ کو یہ وہم ہو گیا کہ یہ اجماع قرآن مجید کے خلاف ہوا ہے

اب آپ خود ہی سوچیں کہ یہ رحمانی شبہ ہے یا شیطانی وہم اور وسوسہ۔ دوسری بات یہ ہے کہ یہ آیتیں تو سلف صالحین اور محدثین ومفسرین کرام کو بھی معلوم تھیں کیا کسی مفسر نے اس قسم کی آیات کریمہ کی تفسیر میں لکھا ہے کہ یہ آیت بظاہر تو عقیدہ حیات النبی ﷺ کے اجماعی عقیدہ کے خلاف ہے لیکن اس کی تطبیق یہ ہے یا یہ کہ معاذ اللہ چونکہ یہ آیتیں عقیدہ حیات النبی ﷺ کے مخالف ہیں اس لئے یہ عقیدہ ہی غلط ہے۔ کسی ایسی حدیث شریف کے تحت جس میں عقیدہ حیات النبی ﷺ کا ذکر ہو اگر کسی شارح حدیث نے یہ لکھا ہو کہ یہ روایت اموات غیر احیاء وغیرہ کے خلاف ہے یا کسی مفسر نے اس قسم کی آیات کریمہ کے ماتحت لکھا ہو کہ یہ آیت اس حدیث کی تردید کرتی ہے جس میں حیات النبی ﷺ اور سماع صلوۃ وسلام عند القبر کا ذکر ہے تو ہمیں مطلع فرمایا جائے ہم ممنون رہیں گے اور اگر ایسا کسی محدث یا مفسر نے نہیں لکھا اور آج پندرہویں صدی میں یہ بات آپ ہی کو سوجھی ہے تو پھر اس کے سوا اور کیا کہا جا سکتا ہے۔

سر خدا کہ عارف و زاہد بکس نہ گفت در حیرتم کہ بادہ فروش از کجا شنید

حاصل یہ ہے کہ جو شخص حضور اکرم ﷺ کے وصال کا منکر یا وصال کے بعد آپ کے جسد اطہر کی حفاظت کا انکار کرتا ہے یا روح مبارک کے جسم پاک کے ساتھ ایسے تعلق کا انکار کرتا ہے جس کے اثر سے آپ حاضرین کا سلام بلا واسطہ سنتے ہیں اور غائبین کا بواسطہ ملائکہ سن کر جواب دیتے ہیں۔ تو اہلسنت والجماعت یعنی سنی مسلمانوں میں سے نہیں ہے۔

فتویٰ دارالعلوم دیوبند

اسی لئے دارالعلوم دیوبند کے مفتی اعظم مولانا سید مہدی حسن صاحب نے ۱۳۷۶ھ میں اپنے فتویٰ میں لکھا ہے کہ بے شک آنحضرت ﷺ مزار مبارک میں بجسدہ موجود ہیں اور حیات ہیں آپ ﷺ کے مزار مبارک کے پاس کھڑے ہو کر جو سلام کرتا ہے اور درود پڑھتا ہے آپ ﷺ خود سنتے اور سلام کا جواب دیتے ہیں... جو اس کے خلاف کہتا ہے غلط کہتا ہے، وہ بدعتی ہے، غلط عقیدے والا ہے اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے آگے لکھتے ہیں وہ بدعتی اور خارج از اہل سنت والجماعت ہے۔ (مقام حیات ص ۲۶۷)

اکابر دیوبند کا متفقہ مسلک

(مقام حیات ص ۲۷۳) میں ہے (آپ ﷺ اور سب انبیاء ﷩) جسد عنصری کے ساتھ عالم برزخ میں ان کو ان کو حیات حاصل ہے اور حیات دنیوی کے مماثل ہے صرف یہ ہے کہ احکام شرعیہ کے وہ مکلف نہیں ہیں لیکن وہ نماز بھی پڑھتے ہیں اور روضہ اقدس میں جو درود پڑھا جاوے بلا واسطہ سنتے ہیں اور یہی جمہور محدثین اور متکلمین اہل سنت والجماعت کا مسلک ہے۔ الخ "واللہ یقول الحق وھو یھدی السبیل"

محمد یوسف بنوری عفا اللہ عنہ — مدرسہ اسلامیہ عربیہ کراچی نمبر ۵
عبدالحق عفی عنہ — مہتمم دارالعلوم حقانیہ اکوڑہ
محمد رسول خان عفا اللہ عنہ — جامعہ اشرفیہ نیلا گنبد لاہور
مفتی محمد صادق عفا اللہ عنہ — سابق ناظم محکمہ امور مذہبیہ بہاولپور

شمس الحق عفا اللہ عنہ	صدر وفاق المدارس العربیہ پاکستان
مفتی محمد حسن	مہتمم جامعہ اشرفیہ لاہور
ظفر احمد عثمانی عفا اللہ عنہ	شیخ الحدیث دارالعلوم اسلامیہ ٹنڈو اللہ یار
بندہ محمد شفیع عفا اللہ عنہ	دارالعلوم کراچی

تعلیم القرآن راولپنڈی کا فتویٰ

اسی طرح جمعیت اشاعت التوحید والسنہ کے مرکزی ادارہ دارالعلوم تعلیم القرآن راولپنڈی کے مفتی اعظم مولانا عبدالرشید صاحب لکھتے ہیں۔

روضہ اطہر پر حاضری کے وقت پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام خود سنتے ہیں جمہور امت اس پر متفق ہے اور سادات دیوبند کا عقیدہ بھی یہی ہے اس کا انکار جہالت ہے اور قائل پر کفر کا فتویٰ جاہلانہ جسارت ہے۔

ایسے شخص کی تقریر سننا گناہ ہے اہل ایمان پر لازم ہے کہ اپنا ایمان محفوظ رکھیں اور ایسی صحبت سے پرہیز کریں۔ ''ھذا و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب۔

عبدالرشید مفتی دارالعلوم تعلیم القرآن

راجہ بازار راولپنڈی

۳ر جمادی الاولیٰ ۱۳۹۸ھ

یہ فتویٰ رسالہ حیات النبی ﷺ از برکۃ العصر قطب الاقطاب شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا ؒ میں درج ہے۔'' ھذا وآخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین سیدنا محمد خاتم النبیین وعلی آلہ واصحابہ وازواجہ اجمعین''

